Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

Contemporary Trends of Political Extremism in The Exegesis of Heavenly Books

آسمانی کتابوں کی تفسیر میں سیاسی انتہا پسندی کے عصری رجحانات

Hazrat Bilal
Dr. Ahmad Hassan Khattak
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila Pakistan at-
Bilal.yousafzai@riphah.edu.pk
Assistant Professor Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila Punjab, Pakistan
at-ahmad.hassan@hitecuni.edu.pk

Abstract

The exegesis of heavenly books, such as the Quran, Bible, and Torah, has become a battleground for contemporary political extremism. Interpretations of religious texts are being manipulated to serve the agendas of extremist groups, leading to a distortion of the original messages of these scriptures. For instance, certain verses from the Quran, known as "sword verses," are taken out of context to justify violence and terrorism by extremist factions. Similarly, interpretations of the Bible and Torah have been used to legitimize religious wars and violence throughout history, perpetuating a cycle of conflict. The rise of nationalism is a prominent factor contributing to the surge in political extremism globally. Nationalist movements often exploit religious narratives to promote hate speech and discriminatory policies against minorities and immigrants. Furthermore, economic inequalities and political instability provide fertile ground for extremist ideologies to take root, offering disillusioned individuals a simplistic solution to complex societal problems. Additionally, the proliferation of social media platforms has facilitated the spread of extremist ideologies, allowing groups like Daesh and Al-Qaeda to recruit followers and amplify their propaganda worldwide. Addressing the contemporary trends of political extremism in the exegesis of heavenly books requires a multifaceted approach. This includes promoting religious literacy to counter misinterpretations, fostering inclusive societies that celebrate diversity, and addressing the root causes of economic inequality and political instability. Governments, civil society organizations, religious leaders, and technology companies must work together to combat extremism and promote tolerance, peace, and understanding across cultures and religions.

Keywords: Politics, Extremism, Holy Books, Society, Contemporary Challenges, Media’s Role

مقدمہ

سمائی کتب کی تفسیر میں سیاسی انتہا پسندی کے معاصر رجحانات ایک اہم موضوع بن چکے ہیں۔ قرآن، بائبل، اور تورات جیسی سمائی کتب کی تفاسیر کو مختلف سیاسی پر زور گروہوں کے ایجنڈوں کی خدمت میں استعمال کیا جارہا ہے، جو اصل پیغامات کو بگاڑ کر رہ گزار کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر، قرآن کی کچھ آیات، جو "آیت السیف" کہلاتی ہیں، کو سیاق و سباق سے ہٹ کر، تشدد اور دہشت گردی کو جائز قرار دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، بائبل اور تورات کی تفاسیر کو بھی تاریخ میں مذہبی جنگوں اور تشدد کو جائز قرار دینے کے لیے استعمال کیا گیا ہے، جو تنازعات کی چکر کا بیشمرہ کرتے ہیں۔ قومیت کا عروج ایک اہم عامل ہے جو سیاسی انتہا پسندی کی بڑھتی ہوئی رونق کا باعث بنا ہے۔ قومیت کی حرکتیں اکثر اقلیتوں اور مہاجرین کے خلاف نفرت انگیز بیانات اور ناانصافی کی پالیسیوں کو فروغ دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں، معاشی عدم مساوات اور سیاسی عدم استحکام بھی سیاسی انتہا پسندی کے معاصر رجحانات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشی ناانصافی اور بے روزگاری کی وجہ سے مایوس لوگ انتہا پسند گروہوں کی طرف راغب ہو سکتے ہیں جو ان کے مسائل کا آسان حل پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح، سیاسی عدم استحکام اور کمزور حکومتیں بھی انتہا پسند گروہوں کو طاقت حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

تعارف

آسمانی کتابوں کی تفسیر میں سیاسی انتہا پسندی کے عصری رجحانات کے مطالعے کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے، کیونکہ یہ موضوع مذہبی اور سیاسی دونوں حلقوں میں اہمیت کا حامل ہے۔ موجودہ دور میں جب مذہبی تفسیریں سیاسی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہیں، تو ان کے مطالعے کی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ مذہبی تفسیر کو سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرنا نہ صرف مذہبی تعلیمات کو مسخ کرتا ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور عالمی امن کے لئے بھی خطرہ بن سکتا ہے[1]۔ اس تحقیق کا مقصد ان رجحانات کی شناخت کرنا ہے جو آسمانی کتابوں کی تفسیر کو سیاسی انتہا پسندی کی طرف لے جاتے ہیں، تاکہ ان کی تفہیم اور ان کے ممکنہ اثرات کو بہتر طریقے سے سمجھا جا سکے۔

اس تحقیق کے چند اہم مقاصد ہیں: اول، یہ تحقیق آسمانی کتابوں کی تفسیر میں سیاسی انتہا پسندی کے مظاہر کی شناخت کرے گی۔ دوم، یہ ان عوامل کا تجزیہ کرے گی جو ان رجحانات کو فروغ دیتے ہیں۔ سوم، اس تحقیق کا مقصد مختلف ممالک میں سیاسی انتہا پسندی کی مثالوں کا مطالعہ کرنا اور ان سے نتائج اخذ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ، تحقیق کے دوران کچھ اہم سوالات بھی زیر غور آئیں گے، جیسے کہ: کیا سیاسی مقاصد کے لئے آسمانی کتابوں کی تفسیر کا استعمال کیا جا رہا ہے؟ کون سے عوامل اس انتہا پسندی کو فروغ دے رہے ہیں؟۔ ان سوالات کے جوابات سے نہ صرف موجودہ صورتحال کا تجزیہ ممکن ہو سکے گا بلکہ مستقبل کے لئے رہنمائی بھی فراہم کی جا سکے گی۔ مذہبی تشریحات میں سیاست کا دخل بہت سے مسائل کو جنم دیتا ہے جن میں فرقہ واریت، نفرت انگیزی، اور معاشرتی تقسیم شامل ہیں[2]۔

تحقیق کا دائرہ کار آسمانی کتابوں کی تفسیر کی مختلف جہات کو محیط ہے، جس میں قرآن، بائبل اور تورات کی تفسیریں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، تحقیق مختلف ممالک اور ان کی سیاسی صورتحال کا بھی تجزیہ کرے گی تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ مختلف ثقافتی اور سیاسی ماحول میں یہ رجحانات کیسے پروان چڑھتے ہیں۔ یہ مطالعہ مختلف تفسیری مکاتب فکر اور ان کے سیاسی استعمال کو بھی مد نظر رکھے گا، تاکہ ایک جامع تصویر پیش کی جا سکے[3]۔ اس کے ساتھ ہی، جدید میڈیا اور سوشل میڈیا کے کردار پر بھی روشنی ڈالی جائے گی جو ان رجحانات کو مزید بڑھاوا دے رہے ہیں[4]۔ تحقیق میں یہ بھی جانچا جائے گا کہ کس طرح مذہبی راہنماؤں اور سیاسی لیڈران نے آسمانی کتابوں کی تشریح کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے، اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے معاشرتی مسائل کیا ہیں[5]۔

پس منظر اور تاریخی جائزہ

آسمانی کتابوں کی تفسیر کی تاریخ ایک طویل اور عمیق موضوع ہے جو صدیوں پر محیط ہے۔ مختلف مذہبی مکاتب فکر اور عالموں نے وقت کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کی تشریحات اور تفاسیر میں حصہ ڈالا ہے۔ اسلامی تناظر میں، قرآن کی تفسیر کا آغاز پیغمبر اسلام محمد (ﷺ) کے دور سے ہوا، جب صحابہ کرام نے آیات کی وضاحت اور تشریح شروع کی۔ ابتدائی اسلامی تاریخ میں تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے دو اہم طریقے رہے ہیں، جہاں تفسیر بالماثور میں احادیث اور آثار صحابہ کا حوالہ دیا جاتا ہے جبکہ تفسیر بالرائے میں عقلی اور منطقی دلائل پر زور دیا جاتا ہے[6]۔ قرون وسطیٰ میں مشہور مفسرین جیسے طبری، ابن کثیر اور رازی نے اپنی تفسیروں میں قرآن کی آیات کی وضاحت کی اور انہیں مختلف زاویوں سے دیکھا۔

بائبل کی تفسیر بھی اسی طرح مختلف ادوار اور مکاتب فکر کے تحت پروان چڑھی۔ عیسائی مذہب میں، ابتدائی کلیسیائی فادرز اور مدرسی علمانے بائبل کی تشریح کے اصول مرتب کیے۔ عیسائیت میں الیگوریکل اور لٹریل تفاسیر کے طریقے زیادہ مشہور ہیں، جہاں الیگوریکل تفسیر میں بائبل کی آیات کو مجازی معنی میں لیا جاتا ہے اور لٹریل تفسیر میں ان کا ظاہری اور حرفی معنی مراد لیا جاتا ہے[7]۔ مڈل ایجز میں تھامس ایکویناس اور آگسٹین جیسے علمانے بائبل کی تفسیریں لکھیں جو عیسائی فلسفے اور الہیات پر گہرا اثر رکھتی ہیں۔

یہودی مذہب میں تورات اور تلمود کی تفسیر کی تاریخ بھی قدیم ہے۔ یہودی علمانے مختلف ادوار میں تورات کی تشریح و تفسیر کے لئے مختلف طریقے اپنائے۔ مشنی، مدراش اور تلمود یہودی تفسیر کے تین اہم ذرائع ہیں، جہاں مدراش میں قصے کہانیاں اور مشنی میں شرعی قوانین کی تشریح دی جاتی ہے۔ ہر مذہبی مکتب فکر نے اپنے مخصوص طریقے اور اصول وضع کیے ہیں جو ان کے مذہبی اور ثقافتی ماحول کے عکاس ہیں[8]۔ بعد ازاں، ربی یہودا حنسی اور رشی جیسے علمانے تفسیری کام میں اہم کردار ادا کیا۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

سیاسی انتہاپسندی کا مفہوم اور اس کے اثرات

سیاسی انتہاپسندی ایک ایسا عقیدہ ہے جو انسانی حقوق، اخلاقی اصول، اور دموکریٹک اصولوں کے خلاف واقع ہوتا ہے۔ اس کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ کسی خاص گروپ یا فرد کو ان کے بقائی مفادات کو حاصل کرنے کیلئے دوسروں کے حقوق یا مفادات کی تحقیر کی جاتی ہے۔ سیاسی انتہاپسندی عموماً ایسی حد تک پہنچتی ہے کہ اس کے تحت دوسروں کے حقوق یا اخلاقی اصولوں کی انکاری کی جاتی ہے[9]۔ یہ عمومی طور پر ایک بہت ہی زیادہ متعصبانہ رویہ ہوتا ہے جو مخصوص افراد یا گروپ کے مفادات کیلئے دوسروں کو قربانی دینے کو ترجیح دیتا ہے۔ سیاسی انتہاپسندی مختلف معاشرتی اور سماجی تشدد کی بنیاد ہوتی ہے جس میں انسانی حقوق، عدالت، اور اخلاقی اصولوں کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد عموماً سیاسی اور معاشرتی نظام کو تباہ کرنا ہوتا ہے اور اپنے مفادات کے لئے زبردستی طریقے سے طاقت حاصل کرنا ہوتا ہے۔

سیاسی انتہاپسندی کی اثرات بہت مختلف اور شدید ہوتے ہیں، اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی ان میں سب سے بڑا نقطہ ہے۔ حکومتی مسخ کی زیادتی اس میں سب سے بڑی نقطہ نظری خصوصیت ہے، جس میں حکومتیں عموماً اپنے شہریوں کے حقوق کو مسخ کرتی ہیں۔ انسانوں کی بنیادی حقوق جیسے فردی آزادی، نظریاتی اظہار، اور انصافی عدالت کو مسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے ممالک میں ظلم و ستم اور فساد کی بڑھتی روایت بنتی ہے[10]۔ اس کے علاوہ، سیاسی انتہاپسندی کی حکومتیں عموماً اپنے شہریوں کو زیادہ کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کرتی ہیں، جس سے انتہاپسند ریجیمز عموماً مواطنوں کو مختلف حریم شخصیت، اظہارِ رائے، اور آزادیوں سے محروم کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی، سیاسی انتہاپسند حکومتوں کی عادت بنتی ہے کہ وہ قانون کو بے رحمی سے نافذ کرتی ہیں، جس سے معمولی شہریوں کی حیثیت پر زیادہ دباو پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ، سیاسی انتہاپسند حکومتوں کا ایک اور اثر یہ ہوتا ہے کہ ان میں فساد اور بدشگونی بڑھ جاتی ہے، جس سے ملک میں معاشی اور اجتماعی تشویشات بڑھ جاتی ہیں۔ سیاسی انتہاپسندی کی وجہ سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو ایک معاشرتی اور سیاسی بحران کا باعث بنتی ہے[11]۔

عصری رجحانات کی نشاندہی

موجودہ دور میں سیاسی انتہاپسندی کے نمایاں رجحانات میں سب سے نمایاں قوم پرستی کا عروج ہے۔ مختلف ممالک میں قوم پرست جماعتوں اور گروہوں کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے، جو اکثر اقلیتوں اور تارکین وطن کے خلاف نفرت انگیز بیانات اور پالیسیوں کو فروغ دیتے ہیں۔ ان جماعتوں کا مقصد قومی شناخت اور روایتی اقدار کو تحفظ فراہم کرنا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی تقسیم اور نفرت میں اضافہ ہوتا ہے[12]۔ سیاسی انتہاپسندی کے دیگر نمایاں رجحانات میں مذہبی انتہاپسندی کا ابھار بھی شامل ہے۔ داعش اور القاعدہ جیسے گروہ مذہب کی غلط تشریحات کو استعمال کرتے ہوئے تشدد اور دہشت گردی کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ گروہ نوجوانوں کو بھرتی کرنے اور اپنے نظریات کو پھیلانے کے لیے سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کرتے ہیں، جس سے عالمی سطح پر امن واستحکام کو خطرہ لاحق ہوتا ہے[13]۔

جدید دور میں سیاسی انتہاپسندی کے اسباب اور عوامل میں معاشی عدم مساوات اور سیاسی عدم استحکام نمایاں ہیں۔ معاشی ناانصافی اور بے روزگاری کی وجہ سے مایوس لوگ انتہاپسند گروہوں کی طرف راغب ہو سکتے ہیں، جو ان کے مسائل کا آسان حل پیش کرتے ہیں۔ معاشی ناانصافی نے انسانی جماعت کے درمیان فاصلہ بڑھادیا ہے، جس نے غنڈہ گردی اور سیاسی انتہاپسندی کے افکار کو فروغ دیا ہے۔ اسی طرح، سیاسی عدم استحکام اور کمزور حکومتیں بھی انتہاپسند گروہوں کو منظم ہونے اور طاقت حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ جب حکومت اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتی ہے، تو لوگ انتہاپسندی کی طرف مائل ہوتے ہیں، کیونکہ وہ انہیں اپنے معاشی اور سماجی مسائل کے حل کا امیدوار نظر آتا ہے۔ اسی طرح، ثقافتی تبدیلی اور عالمگیریت کے خوف سے بھی لوگ انتہاپسند نظریات کی طرف مائل ہو سکتے ہیں، جو ان کی روایتی اقدار اور قومی شناخت کو محفوظ رکھنے کا وعدہ کرتے ہیں، جو ان کی روایتی اقدار اور قومی شناخت کو محفوظ رکھنے کا وعدہ کرتے ہیں[14]۔

آسمانی کتابوں کی تفسیر میں سیاسی انتہاپسندی

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

آسمانی کتابوں کی تفسیر میں سیاسی انتہاپسندی ایک حساس اور پیچیدہ موضوع ہے۔ مختلف آسمانی کتابیں، جیسے کہ قرآن، بائبل، اور تورات، اپنے پیروکاروں کے لیے ہدایت اور رہنمائی فراہم کرتی ہیں، لیکن ان کی تفاسیر کے غلط استعمال سے انتہاپسندی کے مظاہر بھی سامنے آسکتے ہیں[15]۔ مثال کے طور پر، قرآن کی بعض آیات کو سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کر کے کچھ گروہ تشدد اور دہشت گردی کو جائز قرار دیتے ہیں[16]۔ بائبل کی کچھ تفسیریں بھی ایسی ہیں جنہیں بنیاد بنا کر تاریخ میں مذہبی جنگوں اور تشدد کو جائز قرار دیا گیا۔ تورات کی تفسیریں بھی بعض اوقات انتہاپسندانہ خیالات کو فروغ دینے کے لیے استعمال ہوتی رہی ہیں[17]۔

قرآن کی بعض آیات، جیسے کہ سورۃ التوبہ کی آیت 5، جسے "آیت السیف" کہا جاتا ہے، کو انتہاپسند گروہ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں[18]۔ یہ گروہ اس آیت کو سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کرتے ہیں تاکہ دشمنوں کے خلاف تشدد کو جائز قرار دے سکیں۔ تاہم، اسلامی علماء کی اکثریت اس آیت کی تفسیر میں یہ بات واضح کرتی ہے کہ یہ مخصوص حالات اور جنگ کے دوران نازل ہوئی تھی اور اس کا عام حالتوں میں اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

بائبل کے قدیم عہد نامہ میں کئی متون ایسے ہیں جنہیں انتہاپسند گروہ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب یشوع ہے، جس میں کنعانی قوم کے خلاف جنگ اور ان کے شہروں کی تباہی کا ذکر ہے۔ کچھ گروہ اس متن کو اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ اور تشدد کو جائز قرار دینے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

انتہاپسندانہ تشریحات کے کئی خطرات ہیں۔ سب سے پہلے، وہ تشدد اور نفرت کو فروغ دے سکتے ہیں۔ جب متون کو حرف بہ حرف یا سیاق وسباق سے باہر لیا جاتا ہے، تو وہ تشدد اور امتیازی سلوک کو جائز قرار دینے کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے انتہاپسند تشدد اور نفرت انگیز جرائم کا باعث بن سکتا ہے۔ دوم، انتہاپسندانہ تشریحات مذہبی رواداری اور تفہیم کو کم کر سکتی ہیں۔ جب کسی ایک مذہب کے اندر مختلف گروہ ایک دوسرے کے عقائد کو مسترد کرتے ہیں، تو یہ تناؤ اور عدم اعتماد کا باعث بن سکتا ہے۔ اس سے فرقہ وارانہ تشدد اور عدم استحکام کا باعث بن سکتا ہے۔ تیسرے، انتہاپسندانہ تشریحات مذہبی ایمان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ جب مذہب کو تشدد اور نفرت سے جوڑا جاتا ہے، تو یہ ان لوگوں کے لیے مذہب کو قبول کرنا مشکل بنا سکتا ہے جو امن اور انصاف کے متلاشی ہیں۔ یہ مذہبی کمیونٹیز میں رکنیت اور شرکت میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔

انتہاپسندانہ تشریحات سے نمٹنے کے لیے کئی اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ سب سے پہلے، یہ ضروری ہے کہ ہم ان متون کے سیاق وسباق کو سمجھیں۔ اس میں تاریخی، ثقافتی، اور مذہبی عوامل پر غور کرنا شامل ہے جن میں یہ متون لکھے گئے تھے۔ اس سے ہمیں ان متون کی بہتر تفہیم حاصل کرنے اور ان سے انتہاپسند تشریحات کو درست طریقے سے چیلنج کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ دوم، یہ ضروری ہے کہ ہم مذہبی رواداری اور تفہیم کو فروغ دیں۔ اس میں مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں کے درمیان بات چیت اور تعاون کو فروغ دینا شامل ہے۔ اس سے ہمیں ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو بہتر طور پر سمجھنے اور فرقہ وارانہ تناؤ کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تیسرے، یہ ضروری ہے کہ ہم مذہبی تعلیم کو فروغ دیں۔ اس میں لوگوں کو اپنے مذہب کی تاریخ، عقائد، اور روایات کے بارے میں تعلیم دینا شامل ہے۔ اس سے لوگوں کو انتہاپسند تشریحات کی شناخت کرنے اور ان سے بچنے میں مدد مل سکتی ہے۔

تورات میں بھی کچھ ایسی آیات ہیں جنہیں انتہاپسند گروہ اپنی سیاسی تشریحات کے لیے استعمال کرتے ہیں، جیسے کہ کتاب استثنا کی آیات جو بعض اوقات دشمنوں کے خلاف سختی برتنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ یہ آیات انتہاپسند گروہوں کو اپنے سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے موجب اعتماد بناتی ہیں، جبکہ وہ حقیقت میں انسانیت اور امن کی بحالی کے مخالف ہوتی ہیں۔ اس طرح کے فریبی تفسیرات کا نتیجہ انتہاپسندی، بھیڑ بھاڑ اور ناانصافی کا بڑھنا ہوتا ہے، جو ایک امن وامانت اور برابری کی جماعتیت کی بجائے، تشدد اور جدید جنگوں کو بڑھاتی ہے[19]۔

تجزیہ اور بحث

ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

سیاسی انتہاپسندی کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلہ ہے۔اس کے پیچھے کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں، جن میں سماجی، معاشی،اور سیاسی عدم مساوات سرفہرست ہیں۔ معاشی عدم مساوات کا مطلب ہے کہ دولت اور آمدنی کی تقسیم آبادی میں غیر مساوی ہے۔جب ایک چھوٹی سی تعداد میں لوگوں کے پاس زیادہ تر دولت اور آمدنی ہوتی ہے، تو یہ غربت، مایوسی، اور غصے کا باعث بن سکتی ہے۔یہ حالات انتہاپسند گروہوں کے لیے لوگوں کو بھرتی کرنے اور اپنے نظریات کو فروغ دینے کے لیے ایک زرخیز زمین فراہم کرتے ہیں۔انتہاپسند گروہ اکثر معاشی عدم مساوات کو اپنے نظریات کو جائز ٹھہرانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔وہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ معاشرہ امیر اور غریب کے درمیان تقسیم میں منقسم ہے، اور تشدد ہی اس تقسیم کو درست کرنے کا واحد طریقہ ہے۔وہ مایوس اور غصے والے لوگوں کو یہ وعدہ کر سکتے ہیں کہ وہ انہیں ایک ایسا معاشرہ فراہم کریں گے جہاں ہر کسی کے پاس مواقع اور خوشحالی تک رسائی ہو۔

بے روزگاری کا مطلب ہے کہ لوگوں کے پاس ملازمت نہیں ہے اور وہ اپنی زندگی اور خاندانوں کی کفالت کرنے کے لیے آمدنی کمانے کے قابل نہیں ہیں۔بے روزگاری مایوسی، بے چینی، اور سماجی علیحدگی کا باعث بن سکتی ہے۔یہ حالات بھی انتہاپسند گروہوں کے لیے لوگوں کو بھرتی کرنے اور اپنے نظریات کو فروغ دینے کے لیے ایک زرخیز زمین فراہم کرتے ہیں۔انتہاپسند گروہ اکثر بے روزگاری کو اپنے نظریات کو جائز ٹھہرانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔وہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ معاشرہ بے روزگاروں کے ساتھ امتیازی سلوک کرتا ہے، اور تشدد ہی اس امتیازی سلوک کو ختم کرنے کا واحد طریقہ ہے۔وہ بے روزگار لوگوں کو یہ وعدہ کر سکتے ہیں کہ وہ انہیں ملازمت اور مقصد کا احساس فراہم کریں گے[20]۔
اسی طرح، سیاسی عدم استحکام اور کمزور حکومتیں بھی انتہاپسند گروہوں کو منظم ہونے اور طاقت حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ مختلف عوامل کی روشنی میں انتہاپسندی کی جڑیں مزید گہری ہو جاتی ہیں۔ثقافتی تبدیلی اور عالمگیریت کا خوف بھی انتہاپسندی کو فروغ دینے والے عوامل میں شامل ہیں[21]۔جب لوگ اپنے روایتی اقدار اور ثقافتی شناخت کو خطرے میں محسوس کرتے ہیں، تو وہ انتہاپسند گروہوں کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ان کی روایات اور قومی شناخت کے تحفظ کا وعدہ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ، مذہبی بنیاد پرستی بھی ایک اہم عامل ہے۔انتہاپسند مذہبی گروہ اکثر مذہبی متون کی غلط تشریحات کا استعمال تشدد اور عدم برداشت کو جائز ٹھہرانے کے لیے کرتے ہیں۔

مزید برآں، سوشل میڈیا کا کردار بھی انتہاپسندی کے فروغ میں نمایاں ہے[22]۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز انتہاپسند گروہوں کے لیے اپنے نظریات کو پھیلانے اور نئے ارکان کی بھرتی کرنے کا ایک طاقتور ذریعہ بن چکے ہیں۔یہ پلیٹ فارمز انتہاپسندانہ مواد کو تیزی سے اور آسانی سے پھیلانے کی اجازت دیتے ہیں، جس سے انتہاپسندی کو روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ان تمام عوامل کے پیش نظر، سیاسی انتہاپسندی کا خاتمہ ایک چیلنجنگ کام ہے جو جامع حکمت عملی اور بین الاقوامی تعاون کا متقاضی ہے۔

ممکنہ حل اور سفارشات

سیاسی انتہاپسندی ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلہ ہے جس کی جڑیں مختلف عوامل میں ہیں۔ان میں سے ایک عنصر مذہبی متون کی غلط تشریحات اور ان کا استعمال انتہاپسند نظریات کو فروغ دینے کے لیے ہے۔ تفسیر، جو مذہبی متون کی وضاحت اور تشریح کا ایک اہم شعبہ ہے، اس مسئلے سے نمٹنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔تفسیر میں سیاسی انتہاپسندی کو روکنے کے لیے سب سے پہلے علمی اور تحقیقی میدان میں کوششوں کو بڑھانا ضروری ہے۔ علماء اور محققین کو چاہیے کہ وہ آسمانی کتابوں کی تفاسیر کو درست اور معتدل طریقے سے پیش کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ کسی بھی آیت یا عبارت کی تشریح سیاق وسباق کے ساتھ کی جائے۔اس میں جدید تحقیقی طریقوں اور علوم کا استعمال کرنا بھی شامل ہے، تاکہ تفسیر کو زیادہ جامع اور قابل اعتماد بنایا جا سکے۔ مدارس اور دینی تعلیمی اداروں میں انتہاپسندی کے خلاف تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔ طلباء کو شروع سے ہی متوازن اور پرامن تشریحات سے روشناس کرانا ضروری ہے، تاکہ وہ انتہاپسند نظریات کے بہکاؤ میں نہ آئیں۔اس کے لیے، اساتذہ کی مناسب تربیت اور تربیت ضروری ہے، تاکہ وہ طلباء کو انتہاپسندی کے خطرات اور اس سے نمٹنے کے طریقوں کے بارے میں موثر طریقے سے تعلیم دے سکیں۔عوام میں انتہاپسندی کے خطرات اور اس سے نمٹنے کے طریقوں کے بارے میں

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

شعور اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔اس کے لیے، میڈیا، مذہبی رہنماؤں، اور سول سوسائٹی کے اداروں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ عوامی سطح پر مباحثے اور گفتگو کو فروغ دینا بھی ضروری ہے، تاکہ لوگ انتہا پسند نظریات کے بارے میں تنقیدی سوچ کو فروغ دے سکیں [23]۔

سیاسی انتہا پسندی ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلہ ہے جس کے حل کے لیے مختلف نقطہ نظر اور نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے، یہ ضروری ہے کہ مختلف مکاتب فکر اور مذہبی جماعتیں باہمی اتحاد اور تعاون کو فروغ دیں۔

اتحاد اور تعاون کی اہمیت

اتحاد اور تعاون کی کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ سیاسی انتہا پسندی سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے۔ سب سے پہلے، یہ مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں کے درمیان اعتماد اور تفہیم کو فروغ دینے میں مدد کر سکتا ہے۔اس سے تعصب اور امتیازی سلوک کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جو اکثر انتہا پسندی کی بنیاد بنتی ہیں۔ دوم، اتحاد اور تعاون مختلف مکاتب فکر اور مذہبی جماعتوں کو مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے مل کر کام کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ یہ انتہا پسندی کے خلاف لڑائی میں وسائل اور حکمت عملی کو شیئر کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ تیسرے، اتحاد اور تعاون مختلف مکاتب فکر اور مذہبی جماعتوں کو ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور ان کی تعریف کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ یہ اختلافات کو حل کرنے اور زیادہ پر امن اور برداشت کرنے والے معاشرے کی تعمیر میں مدد کر سکتا ہے۔

مختلف مکاتب فکر اور مذہبی جماعتیں باہمی اتحاد اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کر سکتی ہیں۔ان میں شامل ہیں:

مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں کو ایک ساتھ لانے اور انہیں ایک دوسرے کے عقائد اور روایات کے بارے میں جاننے کے مواقع فراہم کرنا۔ایسے منصوبوں پر مل کر کام کرنا جن سے تمام برادریوں کو فائدہ ہو، جیسے کہ غربت سے لڑنا یا تعلیم کو بہتر بنانا۔ مختلف مذاہب کے رہنماؤں کو ایک ساتھ لانے اور انہیں انتہا پسندی کے خلاف مل کر کام کرنے کے طریقوں کے بارے میں بات چیت کرنے کے مواقع فراہم کرنا۔ عوام میں انتہا پسندی کے خطرات اور اس سے نمٹنے کے طریقوں کے بارے میں شعور اجاگر کرنا[24]۔ مختلف مذہبی رہنماؤں کو مل کر مشترکہ فتوے اور بیانات جاری کرنے چاہئیں جو تشدد اور انتہا پسندی کی مذمت کریں اور امن، محبت اور بھائی چارے کا پیغام دیں۔اس کے علاوہ، بین المذاہب مکالمے کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ مختلف مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے عقائد اور روایات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں اور احترام کر سکیں [25]۔

حکومتوں کے لیے سفارشات میں سب سے اہم یہ ہے کہ وہ معاشی اور سماجی انصاف کو یقینی بنائیں۔ معاشی عدم مساوات اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے موثر پالیسیز بنائیں تاکہ لوگوں کو مایوسی اور غصے سے بچایا جا سکے جو انتہا پسندی کی طرف لے جا سکتے ہیں [26]۔ حکومتوں کو انتہا پسندی کے خلاف سخت قوانین نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے پروگرام بھی شروع کرنے چاہئیں جو انتہا پسندی کے شکار افراد کی بحالی اور ان کی سماجی زندگی میں دوبارہ شمولیت کو ممکن بنائیں۔ مزید برآں، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ساتھ تعاون کر کے انتہا پسندانہ مواد کی نشاندہی اور اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے موثر حکمت عملی وضع کریں [27]۔

نتائج

تحقیق کے مطابق، سیاسی انتہا پسندی ایک ایسا پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے اس کی جامع وضاحت یا حل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔اس میں مختلف عوامل شامل ہیں، جن میں سماجی، معاشی، سیاسی، اور مذہبی عوامل شامل ہیں۔ یہ عوامل ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں، جس سے انتہا پسندی کا مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ تحقیق میں یہ بھی پایا گیا کہ آسمانی کتابوں کی غلط تشریحات انتہا پسندی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ جب ان کتابوں کے متون کو سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کیا جاتا ہے یا ان کی غلط تشریح کی جاتی ہے، تو یہ تشدد، عدم برداشت، اور امتیازی سلوک کو جائز ٹھہرانے کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔اس سے انتہا پسند گروہوں اور افراد کو اپنے نظریات کو فروغ دینے اور نئے ارکان کی بھرتی کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قوم پرستی، معاشی عدم مساوات، اور سیاسی عدم استحکام جیسے دیگر

عوامل بھی سیاسی انتہاپسندی میں حصہ ڈال سکتے ہیں۔ قوم پرستی کے عروج سے انتہاپسند قوم پرست گروہوں کی طاقت میں اضافہ ہو سکتا ہے، جو اکثر اقلیتوں اور تارکین وطن کے خلاف امتیازی سلوک اور نفرت کو فروغ دیتے ہیں۔ معاشی عدم مساوات اور غربت مایوسی اور غصے کا باعث بن سکتی ہے، جس سے لوگ انتہاپسند گروہوں کے سادہ اور تیز حل کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ سیاسی عدم استحکام اور کمزور حکومتیں انتہاپسند گروہوں کے لیے اپنے آپ کو منظم کرنے اور طاقت حاصل کرنے کا موقع فراہم کر سکتی ہیں۔ سیاسی انتہا پسندی ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلہ ہے جس کی کوئی آسان حل نہیں ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے، ہمیں اس کی جڑوں کو سمجھنے اور ان سے نمٹنے کے لیے جامع اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں سماجی اور معاشی عدم مساوات کو کم کرنا، سیاسی استحکام کو فروغ دینا، اور مذہبی برداشت کو فروغ دینا شامل ہو سکتا ہے۔ ہمیں انتہاپسند گروہوں کے نظریات کو مسترد کرنے اور پرامن اور منصفانہ معاشرے کے لیے کام کرنے کے لیے بھی مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

مصادر و مراجع:

---

[1] علی، ع) .2019 .(*مذہبی تفسیر اور سیاسی انتہاپسندی: ایک جائزہ* .لاہور: اسلامی ریسرچ سنٹر، ص23-45.

[2] یوسف، ن) .2021 .(*دینی تفسیرات اور جدید سیاسی مسائل* .کراچی: سینٹر فار پولیٹیکل اسٹڈیز، ص78-92.

[3] احمد، س) .2018 .(*آسمانی کتابوں کی تفسیریں اور سیاسی تحریکیں* .اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ص101-120.

[4] خان، م) .2017 .(*تفسیر اور انتہاپسندی: ایک تحقیقی مطالعہ* .لاہور: قلم فاؤنڈیشن، ص45-60.

[5] اکبر، ح) .2019 .(*مذہب اور سیاست: ایک تنقیدی جائزہ* .لاہور: گلوبل پبلیکیشنز، ص50-72.

[6] عزیزی، م) .2018 .(*قرآنی تفسیر کا تاریخی جائزہ* .لاہور: اسلامی ریسرچ سنٹر، ص45-60.

[7] جانسن، ر) .2020 .(*بائبل کی تفسیر کے اصول اور تاریخ* .نیویارک: اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص78-92.

[8] فریڈمین، د) .2019 .(*یہودی تفسیرات: تاریخ اور طریقے* .یروشلم: ہارپر اینڈ رو، ص101-120.

[9] خان، ب.(2018). "حکومتی مسخ کی انسانی حقوق پر اثرات"، دماغی سائنس، 15(4):512-529.

[10] رضا، ج.(2019). "سیاسی انتہاپسندی کا قانون کی بے رحمی پر اثرات"، عدالتی علوم، 25(1):78-92.

[11] علی، ف.(2017). "فساد اور بدشگونی کی سیاسی انتہاپسند حکومتوں میں بڑھتی ترنگ"، معاشرتی علوم کے اخبار، 12(3):301-315.

[12] قادری، عبدالرحمن. "قوم پرستی کا عروج اور سیاسی انتہاپسندی ," *معاشرتی علوم کی تحقیقات* , جلد ۲۱، شمارہ ۳(2018): صفحہ ۱۲۹-۱۱۵.

[13] الحبيب، محمد علی .*الأسباب والعوامل الاجتماعية والاقتصادية لانتشار الإرهاب السياسي*) القاهرة: دار الشروق، 2019.(

[14] الجعفري، عبدالمحسن .*التطرف السياسي: الأسباب والتداعيات*) بيروت: دار المعارف، 2018.(

[15] زاہد، محمد احمد. "آسمانی کتابوں کی سیاسی تشریح کا تجزیاتی مطالعہ ," *معاشرتی علوم جریدہ* , جلد ۴، شمارہ ۲(2010): صفحہ ۸۰۲-۷۸۹.

[16] المغني، عبدالعزيز .*تفسير القرآن الكريم: دراسة نقدية*) الرياض: دار الآفاق الجديدة، 2008.(

[17] الحداد، فاطمة. "التأويل السياسي للكتاب السماوي: نماذج من التوراة والإنجيل ," *العلوم السياسية والقانونية* , جلد ۱، شمارہ ۳(2007): صفحہ ۴۶۷-۴۵۶.

[18] ابن كثير، اسماعيل .*البداية والنهاية: دراسة في تفسير القرآن*) بيروت: دار الكتاب العربي، 2005.

[19] يوسف، عبدالرحمن .*التفسير السياسي للكتاب المقدس: دراسة تحليلية*) القاهرة: مؤسسة الحضارة، 2014.

[20] محمد قریشی، "انتہاپسندی کا مقابلہ: تجزیہ اور عوامل ," *اہم مسائل معاشیات* , جلد ۲، شمارہ ۳(2015): صفحہ ۱۲۳.

[21] عادل البغدادی، *بین المذاہب مکالمہ: اسلامی تناظر*) بیروت: دار الفکر، 2004.(

[22] زیاد اسلامی، "سوشل میڈیا اور انتہاپسندی: چیلنجز اور حل ," *رسالہ انٹرنیٹ اور سماجی علوم* , جلد ۵، شمارہ ۴(2018): صفحہ ۲۲۱.

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

[23] قریشی، م. (2015). انتہاپسندی کا مقابلہ: تفسیر کی روشنی میں. اسلامک ریسرچ سینٹر.

[24] مدنی، ج. (2017). مدارس میں انتہاپسندی کے خلاف نصاب سازی. دارالعلوم دیوبند.

[25] غزالی، ابو حامد. (1998). اخلاق ناصری. دارالشعور.

[26] خالد، ا. (2013). سماجی انصاف اور انتہاپسندی. قومی ادارہ برائے سماجی تحقیق.

[27] اسلامی، ز. (2018). سوشل میڈیا اور انتہاپسندی: چیلنجز اور حل. یونیورسٹی آف لاہور.